

عنان الذی اسری بیدار من جہنم المحدثی الآیہ

تقریر صد ار

متعلق

فلسطين جد ابي ديواريه

از  
حضرت لکھنؤ ابوالبرکت عبدلہ و مناقادری می

جو

کلائے خلافت محمدی کے زیر نظام سلطنت کے  
عام جلسہ میں تاریخ ۲۹ ستمبر بمقام خلافت میدان پری گئی

Adeel Aziz Collection

بیت فی جلد مرتبہ دو آدھ

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقٍ مَّجْدٍ وَّآلِهٖ  
وَاصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ؕ

حضرات! آپ لوگوں کو معلوم ہوگا کہ شام شریفین کے باشندے  
عرصہ سے اپنے ملک میں جمہوری سلطنت قائم کرنے کے لئے کوشاں  
ہیں۔ جنگ عظیم کے بعد جب ترکوں کے ہاتھ سے یہ علاقہ نکل گیا تو  
فوراً فرانس اور برٹش گورنمنٹ نے اسکو آپس میں تقسیم کر لیا  
مگر ملک کے باشندے اس پر راضی نہ ہوئے اور بلا تفریق مسلمان  
اور یہود سب نے اس سے نارضا مندی کا اظہار کر دیا۔ فرانس سے  
وہ علانیہ لڑے اور اپنی قوت کے مطابق برابر مقابلہ کرتے رہے۔ لیکن  
ان کو جیسی جیسی تکلیفیں پہنچیں اور جیسا نقصان ان کو پہنچا وہ اخبارات  
سے معلوم ہو چکا ہے۔

جو علاقہ برٹش گورنمنٹ کے حصہ میں آیا تھا اس میں یروشلم اور  
بیت المقدس بھی ہو۔ مگر بالفور جو برٹش وزارت کے ایک موزرکن تھے  
انہوں نے اعلان کیا کہ یروشلم اور اس کے اطراف کو یہودیوں کا وطن

تسلیم کر لیا جائے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہاں یہودیوں کی حکومت قرار دی جائے اور دوسرے باشندوں کو ان کے حق کے موافق حکومت میں اختیار نہ ہو۔

اس کو واضح طریقہ پر یوں سمجھنا چاہئے کہ ابھی وہاں یہودیوں کی تعداد مسلمانوں سے بہت کم ہے۔ لیکن جب اس کو یہودیوں کا وطن قرار دیا جائے گا تو یہودی کہیں کا باشندہ بھی ہو۔ بروشلیم کا باشندہ شمار کیا جائے گا۔ اس طرح وہاں کی مردم شماری میں تمام دنیا کے یہودیوں کو داخل کر لیا جائیگا۔ ایسی حالت میں لامحالہ ہاں کی حکومت میں یہودیوں کی غیر معمولی میجاریٹی ہو جائے گی اور اس طرح مسلمان بالکل بے اختیار ہو جائیں گے۔ حالانکہ حقیقی مردم شمار کے اعتبار سے یہ علاقہ تقریباً خالص اسلامی ملک ہے یہودیوں کی تعداد کوئی مؤثر حیثیت نہیں رکھتی۔

عصیونی تحریک کو بالتفصیل ابھی تک واضح نہیں کیا گیا ہے اس لئے فرض کر لیا جائے کہ اس تحریک کا یہ نشانہ نہیں ہے بلکہ غرض یہ ہے کہ بروشلیم کو ایک یہودی کوٹونی بنا دیا جائے۔ اگر یہ نشانہ تو پہلی صورت سے بھی یہ زیادہ فطریہ ہو جاتا ہے۔ صیہون خاص اس پلانہ کا نام ہے جس پر سجدہ تہیٰ اور بیت المقدس ہے اگر یہاں مسلمانوں کی آبادی کم کر کے یہودیوں کو بھردیا گیا تو پھر تو اس تبرک مقام کی

نہ جس علمائے اس لفظ کو صیہونی اہل نفس صیہونی کہتے ہیں مگر صحیح لفظ صیہونی ہے صیہون صیاد  
نہ کہ صیہون بعد ازاں کے ہوز ساکن بعد ازاں کے مٹنا عثمانیہ مشنوں ۱۲۸۸

حفاظت مسلمان نہیں کر سکیں گے۔ یہ مقام یہودیوں کے نزدیک بھی متبرک ہے۔ جب ان کی آبادی زیادہ ہو جائے گی اور مسلمان نکال دئے جائیں گے تو یقیناً وہ ان مقامات کو اپنے قبضہ میں لانے کی کوشش کریں گے اور مسلمانوں سے اس کی حفاظت ناممکن ہو جائے گی اور یہ چیز سخت خونی زری کا باعث ہوگی۔

اس تحریک کا نتیجہ جو بھی ہو مگر فی الحال برٹش گورنمنٹ کو اس سے جو فائدہ پہنچا وہ یہ ہے کہ یہودیوں نے برٹش گورنمنٹ کے انتداب کو قبول کر لیا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے یہودی وہاں جا کر آباد تو ہو نہیں سکتے مگر ان کے نام سے جو حکومت کی جائے گی وہ فی الواقع برٹش حکومت ہوگی۔ تیسرے اس ذریعے سے مسلمانوں کو یروشلم سے نکالنے کا موقع ملے گا جو عیسائیوں کا پرانا مقصد ہے۔ اس تحریک کی برٹش اخبارات اور برٹش قوم نے تائید کی اور یہ تحریک دوسرے عیسائی ممالک میں بھی پسند کی گئی کیونکہ یروشلم پر مسلمانوں کے اقتدار کو کوئی عیسائی دلی سے پسند نہیں کرتا اور نہ پسند کر سکتا ہے۔

جہاں تک معلوم ہے خود یہودیوں کی طرف سے ابتداً ایسا کوئی

مطالبہ نہ تھا۔ اس تحریک کے قبل وہاں کے مسلمان اور یہودی دونوں آزادی حاصل کرنے کی کوشش میں متحد تھے۔ اس تحریک کے بعد یہودی برٹش انتداب کے حامی ہو گئے۔ اس لئے اب ان دونوں

قانون میں سیاسی اقتدار پیدا ہو گیا ہے یا پیدا کرایا گیا ہے۔  
 اس کے بعد یہودیوں کو تحریک دلائی گئی کہ وہ دوسرے ملکوں سے  
 وہاں مابین چنانچہ اطراف عالم سے بہت سے یہودی وہاں آنا شروع  
 ہو گئے ہیں۔

اب تک یہ تحریک محض خیالی تھی بالکل غیر فطری اور محض ناجائز  
 تھی۔ اور عملاً اس کی وجہ سے کوئی تقاضا بھی پیدا نہ ہوا تھا اس لئے  
 چند ان توجہ کے قابل بھی نہ تھی۔ لیکن جب یہودیوں کو یہ یقین  
 ہو گیا کہ تشریف طانت ہماری پشت پر ہے اور برٹش توپ اور گولے  
 کو ہم مسلمانوں کے خلاف استعمال کر سکتے ہیں۔ تو انہوں نے  
 ہیکل سلیمانی پر دست درازی کی ابتدا کر دی دیوار بکا۔ قدیم ہیکل سلیمانی  
 کا بقایا ہے اس پر وہ بلاوجہ قبضہ بالکائن کا دعویٰ کرنے لگے۔

تیسرا سوہن سے ان سب چیزوں پر برابر مسلمان قابض  
 ہیں۔ اس عرصہ میں صلیبی جنگ کے پہلے حملے کے بعد صرف  
 نوے برس یہ جگہ مسائیوں کے قبضہ میں چلی گئی تھی۔ ورنہ  
 اس کے بعد اور اس سے پہلے ہمیشہ اس پر مسلمانوں کا قبضہ ہے  
 یہودی نہ کبھی اس عرصہ میں اس پر قابض ہوئے۔ نہ کبھی انہوں  
 نے اس کا مطالبہ کیا۔ لیکن اس وقت یکا یک وہ اس پر ملکیت  
 کا بلاوجہ دعویٰ کر رہے ہیں۔ مسٹر بالغور کی تحریک کے سوا



اس وقت اور کون سی چیز ہے جس کی بنا پر وہ ملکیت کا دعویٰ کرنے کو مستعد ہو گئے۔ اور لڑنے کو تیار ہیں۔

مشر بائبل کی تحریک۔ یہودیوں کا یہ غیر معمولی دعویٰ اور اس کے نتائج و عواقب کو سمجھنے کے لئے اس مسئلہ کی مختصر تاریخ پیش نظر رکھی جائے تو اس کا مطالب اچھی طرح سمجھ میں آ سکتا ہے۔ لہذا میں پہلے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ مقام مسلمانوں کے نزدیک اور یہودی و عیسائی قوموں کے نزدیک کیا حیثیت رکھتا ہے۔ پھر یہ بتاؤں گا کہ اس دیوار کا محل وقوع کیا ہے۔ اس کے بعد بہت اختصار کے ساتھ یہ بتاؤں گا کہ اس کے لئے مسلمانوں اور عیسائیوں میں کسی خونریز لڑائی ہو چکی ہیں۔ اس سے خوب ظاہر ہو جائے گا کہ فی الواقع اس تحریک کا منشا کیا ہے۔

## فضائل شام و مسجد قصبی

عزیز بن ثابت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بن ثابت کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بشارت ہو جو شام والوں کو میں نے کہا یہ کیا یا رسول اللہ حضور لان ملائکہ الرحمن باسطہ اجنحتہا علیہا مرواہ احمد و الترمذی نے فرمایا اس لیے کہ خدا کے فرشتے اس پر اپنے پر وں کو پھیلا ہوئے ہیں (احمد و ترمذی)

عن عبد الرحمن بن عوف قال سمعت رسول الله يقول انما تكون  
 حجة بعد حجة لا خيار للناس الى مهاجر  
 الا ابراهيم وفي رواية فخير الابرار  
 ابراهيم مهاجرا ابراهيم -  
 رواه ابو داود

عبد الرحمن بن عوف بن لعاص نے کہا کہ  
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا حضور  
 فرماتے تھے کہ غریب ہجرت کے بعد ہجرت  
 ہوگی تو سب سے بہتر شخص وہ ہے جو حضرت  
 ابراہیم کی ہجرت کی جگہ ہجرت کرے اور  
 ایک روایت میں ہے کہ تمام دنیا سے بہتر  
 وہ شخص ہے جو حضرت ابراہیم کی ہجرت  
 کی جگہ کو لازم پکڑے۔ (ابو داؤد)

عن شريح بن عبيد قال ذكر اهل الشام  
 عند علي وقيل عنهم امير المؤمنين  
 قال لا اني سمعت رسول الله يقول لا  
 بدال بكون بالشام وهم اربعون  
 رجلا كل مات ابن منهم ابدال  
 مكانه رجلا  
 (رواه احمد)

شريح بن عبيد روایت کرتے ہیں کہ  
 حضرت علی کے سامنے شام والوں کا ذکر  
 کیا گیا اور کہا گیا کہ امیر المؤمنین انہیں لعنت  
 کیجئے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ میں نے  
 حضور سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ابدال  
 شام میں ہوتے ہیں وہ چالیس ہیں جب  
 ان میں کوئی مر جاتا ہے تو خدا کے پاک اس کی  
 جگہ کسی دوسرے شخص کو مقرر کر دیتا ہے  
 (احمد)

عن عثمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 رأيت عموداً من نور خرج من تحت كعبتي  
 رأيت ساطعاً حتى استقر بالشام  
 (رواه البيهقي في دلائل النبوة)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا  
 کہ میں نے دیکھا کہ ایک نور کعبۃ منورہ سے  
 سر کے نیچے سے نکلا پھیلتا ہوا حتیٰ کہ وہ  
 شام میں پھٹ گیا۔ (بیہقی)

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول  
 الله صلى الله عليه وسلم لا تشيد الرجال الا الى ثلثة  
 مساجد مسجد الحرام والمسجد النبوي  
 ومسجدى هذا  
 (متفق عليه)

حضرت ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ  
 حضور نے فرمایا کہ جو چھ نہ باندھا جائے  
 اپنے سفر نہ کیا جائے گھر تین مسجد کی طرف  
 مسجد حرام - مسجد نبوی اور مسجد نبوی  
 (بخاری و مسلم)

عن ابی ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 اتى مسجد وضع في الارض اقل قال  
 المسجد الحرام قال قلت ثم اتى  
 قال المسجد الاقصي  
 (متفق عليه)

حضرت ابی ذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور  
 سے دریافت کیا کہ زمین میں پہلے کون مسجد  
 بنائی گئی۔ فرمایا کہ مسجد حرام۔ میں نے کہا  
 پھر کون فرمایا مسجد نبوی  
 (بخاری و مسلم)

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 ملوه الرجل في بيته بصلوة وفي مسجد

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا رسول اللہ  
 صلوات اللہ علیہ وسلم نے کہ گھر کی نماز ایک نماز کے برابر ہے



القباکی خمس وعشرون صلوة و صلوة قبا کی مسجد میں پچیس نماز کے برابر جامع  
 فی المسجد الذی یجمع فیہ خمس مائة مسجد میں - پانچ سو نماز کے برابر مسجد اقصی  
 صلوة و صلوة فی المسجد الذی یجمع فیہ خمس مائة میں پچاس ہزار نماز کے برابر میری مسجد  
 صلوة و صلوة فی مسجد بخسین الف و صلوة میں پچاس ہزار نماز کے برابر مسجد حرام میں  
 فی المسجد الحرام بمائة الف صلوة ایک لاکھ نماز کے برابر۔

(ابن حاجہ)

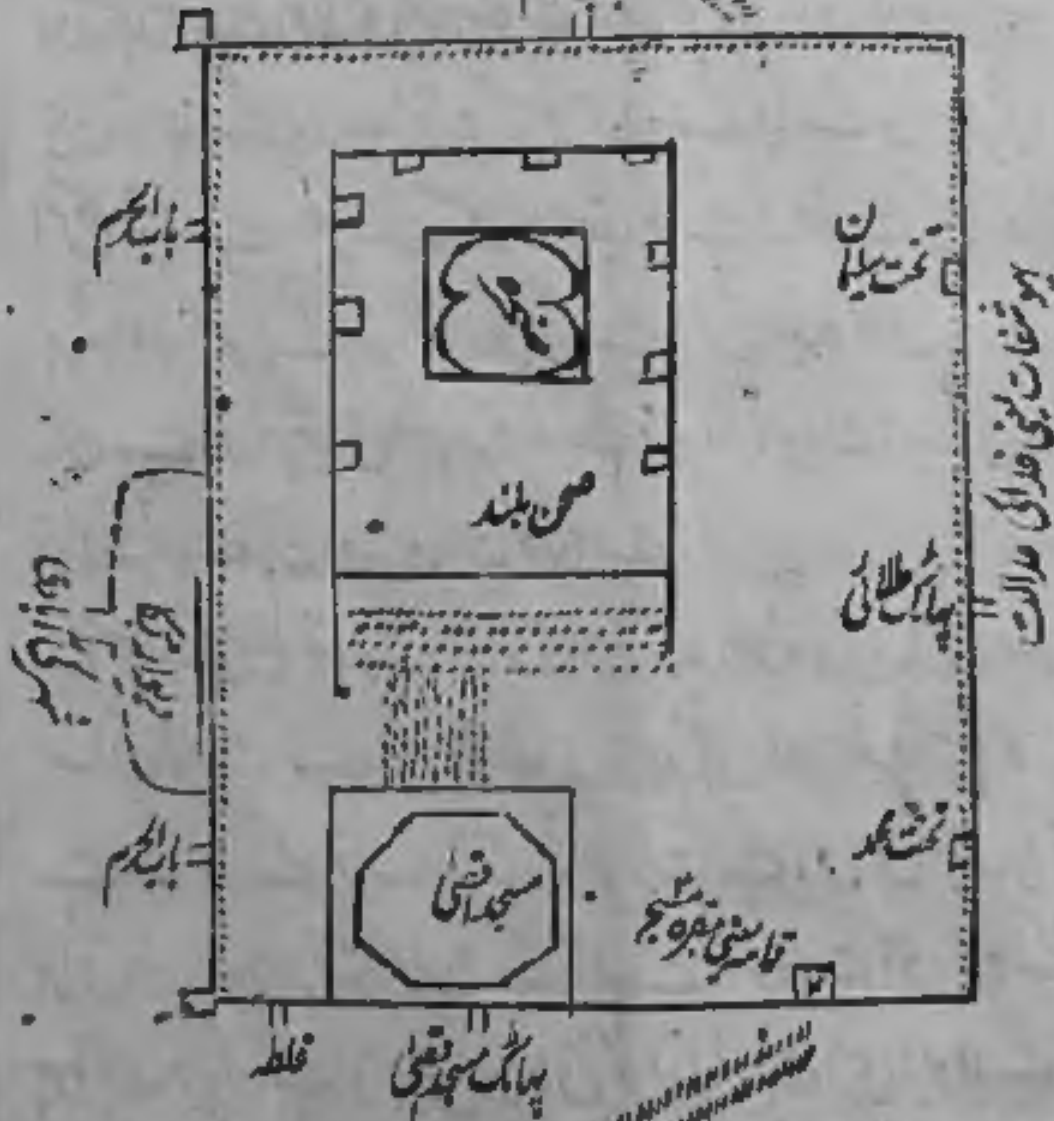
(رواہ ابن حاجہ)

مذکورہ احادیث کے علاوہ صحاح و سنن میں کثرت سے احادیث - شام  
 شریف اور مسجد اقصیٰ کی فضیلت میں وارد ہیں یہ مقام ہمیشہ سے انبیاء کرام کی  
 جگہ ہے اور مہبط وحی الہی ہے۔ تمام انبیاء کرام کا یہی قبلہ رہا ہے۔ خود مسلمانوں  
 کا بھی ابتداً یہی قبلہ تھا اور مکہ شریف و مدینہ طیبہ کے بعد اس سے بہتر دنیا  
 کا کوئی خطہ مسلمانوں کے نزدیک نہیں ہے۔

# حرم بیت المقدس

طول ۱۴۹۹  
عرض ۹۹۵

باب السلام



میدان داوود

مسلموں کا گنبد

عیسائیوں کی پہاڑی

گینزہم نیوی وادی جنم

## حرم کے مقامات

حرم بیت المقدس کے بیچ میں سنگ مرمر سفید کا ایک بہت بلند اور تقریباً چار سو فٹ مربع بہت بڑا چوترا ہے اسی چوترا پر قبہ صخرہ اور مسجد عمر ہے اور اسی پر تبرکات قدیمہ کا بکس اور قدم شریف وغیرہ ہیں۔ مسجد کے پورب مقبرہ مسیح میں نیچے جانے کی سیڑھی اور اس کی قبہ ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح کا انتقال ہو گیا اور انبی کے اندر اُن کی قبر ہے اس مقبرہ کا دروازہ حرم میں ہے اور ہر خیال اور ہر فرقہ کے عیسائی یہاں آتے ہیں اور اس کی زیارت کرتے ہیں اور یہی اُن کا حج ہے۔

حرم مسجد کے تین جانب یعنی مشرق، مغرب اور شمال میں تین متنی عالی شان عمارت ہے اور جنوب میں مسجد نقی اور مقبرہ مسیح کا راستہ ہے اور مسجد کے مغرب جانب جو عمارت ہے اس میں سیرا حجرہ براق شریف اور قبہ معراج کے نام سے مشہور ہے اسی حجرہ کے پشت پر ایک دیوار ہے جو ہیکل سلیمانی کا بقایا ہے اسی دیوار کے نیچے یہود گریہ وزاری اور عبادت کرتے ہیں اس لئے اس دیوار کا نام دیوار گریہ یا دیوار بکا مشہور ہے۔

دیوار گریہ کے اطراف میں حصار ہے اس کی گنجی اور قبر مسیح کے

دردازہ کی کبھی مسلمانوں کے قبضہ میں نہ تھی ہے۔ اوقات مقررہ پر  
دردازہ کھول دیا جاتا ہے اور دونوں قوموں کو اپنے اپنے رسوم  
مذہبی کے موافق اس کے اندر عبادت کا اختیار ہوتا ہے۔

حرم بیت المقدس بلکہ تمام یروشلم میں دو عمارتیں بے مثل ہیں ایک  
تو مسجد قسطنطنیہ یعنی مسکمل اور ایک قمامہ یعنی مقبرہ مسیح مسکمل سنگ و مرمر  
مفید کا ہے اور قمامہ سونے کا پتھر جزا بمقامتہ ہے اور اندہ بھی تمام  
سونا جڑا ہوا ہے۔

## متنوع فی دیوار

ابن وقت جو نزاع یہود اور مسلمانان فلسطین میں ہے وہ دیوار بکائے  
متعلق ہے۔ دیوار بکائے مسجد عمر کے حرم سے باہر حرم کی منزلی دیوار  
سے ملتی ہے۔ شاہان اسلام نے اس عظیم الشان سے منزلی عمارت کو  
بناتے وقت اس دیوار کو چھوڑ دیا اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ صحیح مسلم  
کی ایک روایت ہے جس میں حضور کا یہ ارشاد ہے کہ سورج کی رات جب  
میں براق پر مکہ سے بیت المقدس گیا تو براق کو دیوار کے ایک حلقہ  
میں باندھ دیا جس میں تمام انبیاء کرام اپنی سواری کے جانور باندھے  
تھے۔ اس کے بعد مسجد قسطنطنیہ میں جا کر نماز پڑھی۔ اور ترمذی کی روایت  
ہے کہ حضرت جبریل نے اپنی انگلیوں سے پتھر کو کھودا تو وہ حلقہ ظاہر

غلبہ قمامہ کے معنی کنسہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا مقام اور حضرت عیسیٰ کا مقبرہ قمامہ  
کہلاتا ہے یہ چیز حروب قسطنطنیہ کا اصلی سبب تھی ۱۲ سنہ

ہو گیا۔ ان روایتوں کی وجہ سے اہل اسلام کا خیال ہے کہ حضور  
نے براق کو اسی دیوار سے باندھا تھا اور اسی جگہ سے آپ آسمان پر  
تشریف لے گئے۔ اس لئے اس مقام کو براق شریف بھی کہتے ہیں  
اور قبۃ معراج بھی کہتے ہیں۔ اور اس خیال کے قوی ہونے کی وجہ  
یہ ہے کہ اس وقت مسجد اقصیٰ سے باہر غالباً اس پرانی دیوار کے علاوہ  
اور کوئی دیوار موجود نہ تھی۔

انہی ان روایتوں کی وجہ سے یہ دیوار اور یہ مقام مسلمانوں کے  
تذریک ہنتم بالشان آثار مبارکہ میں سے ہے اور اسی لئے اس کو  
توز کر حرم میں ملایا بھی نہ گیا نہ حرم کا راسہ صاف کیا گیا اور چونکہ  
یہ دیوار قدیم ہیکل کا بقایا ہے۔ یہودیوں اس کی عزت بظہیم کرتے ہیں  
اور اس مقام کو اجابت دعا کے لئے بہت مقبول جانتے ہیں۔  
قائمہ اور مقبرہ مسیح عیسیٰ یون کے تمام فرقوں کے تذریک متبرک  
مقام ہے اور سب اس کی زیارت اور حج کو آتے ہیں سلطان صلاح  
الدین اور ان کے قائم مقام سلاطین نے دوسو برس تک جب تک  
جنگ صلیبی باری تھی اسکے اندر عیسائیوں کو آنے سے روک دیا تھا۔ ورنہ اس  
سے پہلے اور اس کے بعد مسلمانوں نے ان کو اس کی زیارت کی ہمیشہ  
اجازت دی۔ پہلے کچھ نذرانہ لیا جاتا تھا مگر سلاطین عثمانیہ نے وہ بھی  
موقوف کر دیا۔



اسی طرح اس دیوار کی زیارت کو یہود جمع ہوتے ہیں اور ان کو وہاں ہمیشہ عبادت اور گریہ وزاری کی اجازت ہے غالباً ان کو یہ اجازت عیسائی سلطنتوں کے زمانہ میں نہ تھی لیکن مسلمان سلاطین نے اجازت دی اور یہ اجازت ال کو ہمیشہ رہی اور اب تک ہے۔

انیار بنی اسرائیل کے جس تعلق کی وجہ سے اس دیوار کا شرف یہودیوں کے نزدیک ہے وہ مسلمانوں کے نزدیک بھی ہے اس لئے کہ ان انبیاء کرام کے آثار کو مسلمان بھی دیکھنا ہی متبرک سمجھتے ہیں جیسا کہ یہود پھر مہراج کی ردایتوں کی وجہ سے مزید شرف مسلمانوں کے نزدیک ہے اس لئے اس دیوار کی بے حرمتی کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ تیرہ سو برس سے کبھی اس دیوار کی ملکیت اور حق حفاظت حاصل کرنے کی کوشش یہودیوں نے نہ کی لیکن مٹربفور کی صیہونی تحریک کے بعد حالت بدل گئی گزشتہ سال مسلمانوں سے یہ کہا گیا کہ اس دیوار کو بقیۃ یہود کے ہاتھ فروخت کر دو۔ مسلمانوں نے نہ قبول کیا اور نہ وہ قبول کر سکتے تھے اس لئے اب بحیرہ قبضہ کی صورت پیدا کی جا رہی ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اس دیوار پر دعوس کے جتنے دجہ ہو سکتے ہیں وہ تمام وجوہ پوری ہیکل سلیمانی کے دعوس کے بھی ہو سکتے ہیں لہذا یہ محض چھڑ کی ابتداء ہے۔ مقصد یہ ہے کہ تمام ہیکل سلیمانی

اور مسجد اقصیٰ سے مسلمانوں کو بھربے داخل کیا جائے جو صیہونی تحریک  
کا مقصد اصلی ہے۔

## ہیکل سلیمانی کی برابری اور تعمیر

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بحکم خداوندی یروشلم میں خدا  
کی عبادت کے لئے ہیکل تیار کیا حضرت سلیمان کے بعد پانچ بار یہ  
ہیکل بائیں۔ میسر۔ اور روم کے بادشاہوں کے ہاتھ اس طرح  
تباہ و برباد کر دیا گیا کہ نام و نشان تک بٹ دیا گیا۔ ہل چلا دیا گیا  
اور پھر نئے سرے سے اسی مقام پر اس کی تعمیر ہوئی لیکن حضرت عیسیٰ  
علیہ السلام کے صعود کے پالیسویں سال۔ آخر دفعہ قیصر روم کے  
بیٹے طیطس نے اس شہر کا محاصرہ کیا۔ یہود غلہ نہونے کی وجہ سے  
مجبور ہوئے۔ رومی فوج شہر میں داخل ہوئی اور ہیکل کی اینٹ  
سے اینٹ بجا دی۔ سارے شہر کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ ہیکل  
اور شہر سپاہ کی بنیادوں پر بے پلا دئے۔ تقریباً گیارہ لاکھ یہود قتل  
ہوئے اور ایک لاکھ غلام بنائے گئے۔

اس واقعہ کے بعد پھر یہود سر نہ اٹھا سکے اور نہ ہیکل کی

حضرت سلیمان کا تیار کردہ ہیکل آٹھ سو دو سالانہ رہا۔ ۲۴ ہاتھ مربع اور  
بیرونی پالیس ہاتھ لائبا۔ تورات میں اس کی تفصیل ہے۔ ۱۲ ص ۱

تعمیر کی ہمت کر کے۔ البتہ اس کے بعد قسطنطین کی ظالمانہ کوششوں سے عیسائیت کو بہت فروغ ہوا۔ عیسائی بھی یروشلم کے نصائل کو تسلیم کرتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے شہر قدس یعنی یروشلم کو بہت آباد کیا شہر میں بڑے بڑے گرجے تعمیر کئے۔ بڑی شان و شوکت حاصل کی مگر کبھی یہیں سلیمانی کے آباد کرنے کا اس کو خیال بھی نہ ہوا۔ جس وقت حضرت عمرؓ نے اس شہر کو فتح کیا ہے تو عیسائیوں کے پطرك یعنی پیشوا سے مسجد کے لئے ایک جگہ دریافت کی اور خود اس عیسائی پیشوا نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ یہ حضرت سلیمانؑ کے ہیکل کے کھنڈرات ہیں اور یہیں مسجد بنانا مناسب ہے۔

طیطس کی تباہی سے حضرت عمرؓ کی تعمیر تک کچھ کم پانچ سو برس کا زمانہ گزر گیا اس عرصہ میں مسجد اقصیٰ کی ایک چھوٹی سی عمارت کے ہوا ہیکل سلیمانی کی کوئی علامت یہاں باقی نہ رہی نہ کسی یہودی یا عیسائی کو اس کی تعمیر کا خیال ہوا۔ نہ عیسائی حضرت عیسیٰؑ کی ایک پیشین گوئی کی وجہ سے اس کی تعمیر کو آسان سمجھتے تھے۔ عیسائی پیشوا کے نشورہ کے موافق حضرت عمرؓ نے ان کھنڈرات میں ایک مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور صحرہ کے قریب وہ مسجد تیار ہو گئی حضرت عمرؓ نے جو مسجد بنائی تھی وہ اب موجود نہیں ہے اس لئے ٹھیک نہیں بتایا جاسکتا کہ حضرت عمرؓ کی مسجد طول و عرض میں کتنی تھی۔

فلقائے راشدین کے بعد بنی امیہ کی قہار سلطنتیں شام  
 میں قائم ہوئیں انہوں نے اس مسجد کی از سر نو عظیم الشان پیمانہ  
 پر تعمیر کی اس کے بعد بنی عباس اور سلاطین عثمانیہ نے بھی اس میں  
 اضافہ کیا۔ موجودہ مسجد کو مسجد عمر اسی لئے کہتے ہیں کہ یہیں پر مسجد عمر تھی  
 موجودہ حالت یہ ہے کہ بہت بلند سنگ مرمر کے چبوترے  
 پر جو تقریباً چار سو فٹ مربع ہے ایک سفید سنگ مرمر کی نو فٹ  
 بلند ہشت پہل سے منزلہ مسجد بنی ہوئی ہے جس کا ہر پہل ساٹھ فٹ کا  
 ہے اس کے سامنے قبہ صغیر ہے۔ صغیرہ ایک پچاس فٹ مربع  
 دو فٹ دبیز پتھر ہے جس کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ یہ پتھر جنت کا ہے  
 اور تمام انبیاء نے اہی پر چڑھ کر نبوت کی ہے اور اس میں تو شبہ  
 نہیں کہ حضرت یعقوب سے پہلے یہ پتھر یہاں موجود تھا۔ اعتقاد  
 عام ہے کہ یہ پتھر معلق ہے مگر اب اس کے نیچے اس طرح دیوار بنادی  
 گئی ہے کہ یہ پتھر اس کے چھت کے مثل ہو گیا ہے۔  
 اس چبوترے پر اطراف صغیرہ میں اور بھی تبرکات اور زیارہیں  
 ہیں۔ تین طرف نہایت خوشنما اور نفیس حجرے ہیں جس میں امام  
 موزن وغیرہ خدم مسجد رہتے ہیں۔

نوٹ:- خاں مسجد کی موجودہ عمارت غالباً ولید بن عبدالملک کی بنائی ہوئی ہے اطراف  
 حرم کی عمارتیں دوسرے سلاطین نے بنائی ہے ۱۲۷۸ھ

مسجد عمر یا مسجد قضا کے مغرب جانب غلطہ کا پھاٹک ہے  
 اس پھاٹک سے شمال کی طرف سہ منزلہ عمارت کا سلسلہ چلا  
 گیا ہے۔ اس عمارت کی پشت پر مغرب جانب ایک دیوار ہے  
 جس کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ یہ ہیکل سلیمانی کا بقایا ہے  
 اور یہودی اس دیوار کے پیچھے گریہ و بکا اور عبادت کرنے  
 کو ثواب سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں نے جنگ کے زمانہ کے  
 ہوا ہمیشہ یہودیوں کو اجازت دی کہ وہ اپنے اعتقاد کے  
 موافق اپنے فرایض مذہبی اس دیوار کے پیچھے ادا کریں کوئی  
 روک ٹوک نہ تھی اور نہ ہے۔

مسجد قضا سے شرق حرم کے اندر مغارہ عیسیٰ علیہ السلام  
 کا راستہ ہے اور قمارہ کا گنبد ہے۔ عیسائیوں کا اعتقاد  
 ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ کا مقبرہ ہے اس کا گنبد اس کی دیوار میں  
 چھین زمین کے نیچے ہیں۔ سب ڈالائی ہیں اور بھی بڑا قیمتی  
 سامان بیان ہے۔ اس میں بھی جانے کی ہمیشہ عیسائیوں  
 کو اجازت ہے۔

جب سے ہیکل سلیمانی کا یہ مقام مسلمانوں کے قبضہ میں  
 آیا اُسی دن اور اُسی وقت سے اُسکو آباد کرنا انہوں نے اپنا  
 فرض سمجھا جس روز حضرت عمر اس شہر میں داخل ہوئے اُسی روز



مسجد کی تعمیر کا ارادہ ظاہر کر دیا۔ اور اُن کے بعد تمام سلاطین نے اس کو ترقی دی۔ انبیاء کرام کی جو یادگاریں یہود اور عیسائیوں کے ہاتھوں برباد رہی تھیں اُن میں سے کسی چیز کو ضائع نہ کرنے دیا۔ کسی کو ان مقامات متبرکہ کی زیارت یا اس کے اندر عبادت سے کبھی نہ روکا۔ بعض سلاطین نے پہلے داخلہ کے لئے کچھ پیکس لگائے تھے۔ مگر بعد کو وہ بھی موقوف ہو گیا۔

## جنگ صلیبی

مسلمانوں نے ان مقامات متبرکہ میں تمام مذاہب کے ساتھ جس رواداری کا برتاؤ کیا ہے اس کی نظیر کسی قوم میں نہیں مل سکتی۔ مگر اس کا معاوضہ مسلمانوں کے ساتھ کس طرح کیا گیا اس کے لئے صلیبی حربوں کی تاریخ دیکھنے کی ضرورت ہے۔ جب یہ جنگ بھی طرہ آباد ہوئی اور انبیاء کرام کی یادگار ہونے لگی۔ نہایت قدامت کا مرکز بن گئی تو یورپ کے عیسائیوں کو خواہ مخواہ یہ خیال پیدا ہوا کہ ان مقامات سے مسلمانوں کو نکال دیا جائے۔ عیسائیوں کے قبضہ میں لے لیا جائے مسلمانوں کے سنس مکہ کے لئے یہ ثبوت کافی ہے کہ فلسطین کے یہودی

جن کی پہلے یہ جگہ تھی اُن کو پہلے خیال نہ ہوا۔ شام اور ایشیائی  
 کو چمک کے عیسائی جو س سے قریب رہتے تھے اُن کو کبھی ایسا  
 خیال پیدا نہ ہوا۔ سب سے پہلے فرانس کا ایک شخص پیرسلمانوں  
 کے خلاف اشتعال پیدا کرنے کے لئے کھڑا ہوا۔ سنگے سر  
 گدھے پر سوار ہو کر ایک بھاری صلیب سے کر مجنوناہ صورت  
 بنائی اور تمام شاہاں یورپ کو مشتعل کیا آخر نومبر ۱۷۹۵ء  
 میں ایک مجلس فرانس کے اندر ہوئی جس میں یورپ کے نامی  
 اشخاص شریک تھے اور سہین مسلمانوں کے ساتھ جہاد کرنے کا فیصلہ ہوا  
 اس تحریک کا اثر یہ ہوا کہ ایک بڑا لشکر یورپ سے بیت المقدس  
 پر حملہ کے لئے چلا جس میں ایک لاکھ سے زیادہ آدمی تھے مگر راستہ  
 میں سلطان سلیمان نے روک کر ان کا خاتمہ کر دیا۔ دوسرا لشکر  
 فرانس کے خاہزادے گاؤ فری کے ماتحت یروشلم میں پہونچا  
 اور بیان پہونچ کر اس نے عابد و زاہد اور دوسرے پناہ گزین مسلمانوں  
 کا خاص بیت المقدس میں قتل عام کیا جس میں تشر ہزار مسلمان  
 بلا لحاظ زن و مرد اور بلا لحاظ عمر قتل کئے گئے اس کے علاوہ بے شمار  
 یہودیوں کو بھی معبد کے اندر ان بھلے مانسوں نے قتل کیا۔

اس کے بعد نوے برس تک نہ صرف بیت المقدس پر بلکہ  
 اطراف کے ملکوں پر بھی عیسائیوں کا قبضہ رہا یہ واقعہ ایک ہزار تین سو

## دوسرا حملہ

ابھی ان مقامات میں عیسائیوں کا قبضہ تھا ہی کہ برنارڈ  
نے پھر مسلمانوں سے عہد کرنے کی منادی شروع کر دی۔ اور  
فرانس کے لوئیس ہفتم اور جرمنی کے بادشاہ کو بلا کر تین لاکھ  
فوج لے کر ہنگری کے راستہ سے حملہ کیا لیکن اس فوج نے  
مسلمانوں سے شکست اٹھایا اور واپس گئی۔ یہ قصہ پہلے حملہ سے  
اڑتالیس برس بعد ہوا۔

## تیسرا حملہ

سلطان صلاح الدین نے ۱۱۸۵ء ہجری میں یعنی عیسائیوں کے قبضہ  
سے نوے برس بعد بیت المقدس سے عیسائیوں کو پھر نکال دیا یہ  
خبر جب یورپ پہنچی تو انگلستان کے بادشاہ رچرڈ اول۔ فرانس کے  
بادشاہ اگتیس اور جرمن کا فریڈرک یہ سب ایک بڑی خونخوار  
فوج لے کر بیت المقدس پر حملہ آور ہوئے لیکن ان کو فکا سے آگے  
سلطان صلاح الدین نے بڑھنے نہ دیا۔

نوٹ ہمارے مورخین لکھتے ہیں کہ یہ قبضہ ۱۱۸۵ء میں ہوا عیسائی قبضہ ۹۰ برس بعد لیکن  
اس سے عیسوی سنہ کی تطبیق غلط ہو جاتی ہے لہذا اس حملہ کا ہجری سنہ ۵۸۱ھ یا ۱۱۸۵ء

## پوتھا حملہ

ہنری سشم نے تین طرف سے بڑے زور و روں کا حملہ بیت المقدس پر کیا لیکن صلاح الدین کے جانشینوں نے آخر انکو شکست دی۔

## پانچواں حملہ

فولک پادری نے جہاد کا دھمکا شرمع کیا اور انوسنٹ پاپائے روم نے جہاد کے احکام بھیجے جس سے ۱۲۰۱ء میں پھر حملہ ہوا لیکن آپس میں عیسائی لڑ گئے اس لئے واپس ہو گئے۔

## چھٹا حملہ

۱۲۲۸ء میں پوپ گریگوری کے حکم سے فریڈرک دوم نے حملہ کیا لیکن پادری اس سے ناخوش ہو گئے اس لئے واپس ہو گیا۔

## ساتواں حملہ

فرانس کے بادشاہ لوئیس نہم نے حملہ کیا لیکن ۱۲۵۱ء میں دمیاٹ میں مقید ہوا چار لاکھ اشرفی دیکر چھوٹا۔

## آٹھواں حملہ

فرانس کے بادشاہ اور انگلستان کے ایڈورڈ اول نے سنہ ۱۲۷۰ء میں حملہ کیا۔ شہر عاقربہ قبضہ کر لیا۔ ناصرہ کے مسلمانوں کو بے رحمی سے قتل کیا۔ آخر زخمی ہو کر بھاگا۔ عاقربہ پھر سلطان قلیل نے قبضہ کر لیا

## موجودہ کشمکش

سنہ ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک امن تھا لیکن یورپ کے میسالی اس امن کو پسند نہیں کرتے ان کو یہ پسند نہیں کہ مسلمان قابض رہیں اور امن ہو۔ یورپ میں امن کا دغٹ اسی وقت ہوتا ہے جب ان کا قبضہ ہو جائے لیکن غیر کے قبضہ کی حالت میں ان کے نزدیک امن سب سے زیادہ بڑی چیز ہے۔

انگلینڈ سے مسٹر بلفور نے ایک نئی تحریک عجیب و غریب شروع کر دی ہے کہ شام میں یہودی حکومت قائم کی جائے۔ برٹش قوم نے اس کی تائید کی۔ اور اب امریکہ۔ جرمنی اور فرانس سے بھی اس کی تائید ہو رہی ہے اور تمام دنیا کے یہودیوں کو دعوت دے دیکر مسلمانوں کو فطانت یروشلم میں جمع کیا جا رہا ہے اور مسلمانان فلسطین ویر و شلم سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں دیکھو اور چپ چاپ امن ہی رہو ہر طرف سے جہازات۔ فوجیں آ رہی ہیں اور یہودیوں کے بہانہ سے یہ قوت اکٹھا کی جا رہی ہے۔

لکھ۔ لہر کو جو زمین آج کل کے برٹش فوجیں وہاں سے واپس بلالی زمین اور دوسری مسلمانوں کی فوجیں نہیں ہیں ۲۰ منہ



افسوس ہے کہ مشر بلغور ڈونے یہ تحریک کر کے وہی حالت  
یورپ میں پیدا کر دینی چاہی ہے جو پیٹر اور برنارڈ نے پہلے اور دوسرے  
حملہ کے وقت کیا تھا یورپ اور امریکہ سے اس کی تائید میں آوازیں بھی بلند  
ہو رہی ہیں اور ظاہر ہے عیسائی اور اسلامی طاقت کا توازن اس وقت  
ایسا نہیں ہے کہ مسلمان جنگ کر کے کوئی فلاح حاصل کر سکیں اس لیے  
بلاشبہ مسلمانوں کے لئے یہ نازک ترین زمانہ ہے یہ اسلام  
کے عین مرکز پر حملہ ہے گو ہمارا مذہبی مرکز حجاز ہے مگر اسلامی قوت  
کا مرکز ہمیشہ شام و عراق رہا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے  
بعد سے مدینہ کو کبھی مرکز نہ بنایا جاسکا اور نہ سیاسی حیثیت سے  
وہ مرکز بنایا جاسکتا ہے۔ اگر شام مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل  
گیا تو پھر مسلمانوں کے اتحاد اور مرکزیت کی کوئی صورت باقی  
نہ رہے گی اور مسلمانوں کے لئے من حیث المسلمان ترقی کی امید  
قطعا جاتی رہے گی۔

### مشر بلغور اور ان کے یحیائیوں کی غرض

یہ بھی ہو کہ موجود فوجی تالیش بلاد امطہ مسجد اقصیٰ یا حرم پر قبضہ کرینکی نیت سے نہیں ہو  
مگر اس میں بھی شبہ نہیں ہو کہ صیہونی تحریک نے اس خطرہ کو قریب تر کر دیا ہو اور جب تک  
یہ تحریک جاری رہی ہمیشہ یہ خطرہ رہے گا اور ہر وقت ایسی صورتیں پیدا ہو سکتی  
ہیں جو اس طرح کی فوجی تالیش کا سبب بن سکیں۔ یہودیوں کا خونالی

اقتدار یورپ کی اکثر حکومتوں پر ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے  
 پھر جب انکو مشر بلفورڈ یا معاون مل جائے تو وہ کیا کچھ نہیں کر سکتے  
 ہیں لہذا سوال یہ ہے کہ اگر خدا نخواستہ یورپ کا  
 متحدہ حملہ ہو تو مسلمانوں کے پاس برٹش - امریکہ - اور فرانکس کے  
 متحدہ حملہ کی ممانعت کا سامان کیا ہے - اور وہ کیونکر اس سے بچ سکتے  
 ہیں - بڑی اور بھری طاقتوں سے مقابلہ کا کون سا ذریعہ ہمارے پاس  
 ہے - صرف دو چار گرم تقریریں اور آتش نشان رزولوشن کے ذریعہ  
 آپ شام اور بیت المقدس کو نہیں بچا سکتے - دس بیس جلسے اور  
 دس بیس سفارین سے ان شیطانی طاقتوں کا مقابلہ نہیں ہو سکتا -  
 یہ ظنیت ہے کہ کسی سلطنت نے مشر بلفورڈ کی تحریک کی ابتداء کا  
 تاہد نہیں کیا مشر بلفورڈ کے مجاہدانہ جذبات ابھی تک برٹش گورنمنٹ کی  
 نہ کسی دوسری سلطنت کی طرف سے پامالی سمجھی جاسکتی ہو اسلئے یہ موقع ہے کہ  
 آئندہ کا اہمائی فونری کو روکنے کیلئے مسلمان پوری طرح اپنے خیالات ظاہر  
 ظاہر کر دیں - لیکن یہ کہ اس وقت مسلمانوں کی خاموشی آئندہ سخت فونری کا  
 باعث ہو جائے - مشر بلفورڈ اور ان کے ہمراہ برٹش پالیسی کو اپنے  
 موافق بنانے کی کئی نیابت رکھتے ہیں - اسلئے اندیشہ ہے کہ مسلمانوں  
 نے گزشتہ وقت میں کیا کیا ہے - انکو نہ صرف یورپ کے مذہبی اور  
 مجاہدانہ جذبات سے بلکہ مسلمانوں کی قومیت کی قوتیں بھی مسلمانوں

کے خلاف کھڑی کر دی جائیں۔

صلیبی جنگوں کے بعد جس میں لاکھوں انسان دو سو برس تک کھڑے رہے، یورپا عیسائی ہرگز بیت المقدس پر اس اقام کی ہمت نہ کرنے لگا انہوں نے ہماری کمزوریوں کو اچھی طرح جانچ لیا ہے اور خوب اچھی طرح سمجھ بوجھ کر دانستہ یہ اقدام کیا ہے۔

## اس کا علاج

اس کا علاج ہمارے پاس ہے اور صرف ایک ہے۔ اور یقیناً وہ علاج کارگر ہے بشرطیکہ ہم اس میں کامیاب ہو سکے۔ وہ علاج یہ ہے کہ ہم سب مسلمان اپنے ہر قسم کے آپس کے اختلافات کو مٹا کر ایک ہو جائیں مسلمانوں میں مواعظ کرادیا جائے ایک شخص کے ہاتھ پر سب مسلمان بیت کریں اور ہر پنج و خوشی میں اس کے احکام کی اتباع کریں جب تک اس کا کوئی حکم صریح خلاف شرع نہ ہو۔

اگر ہم نے اس طرح اپنے کو متحد کر کے کالبشیان المرصوص مضبوط بنا لیا اور صادق مسلمانوں کی طرح اپنے اخلاق و عادات درست کر لئے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ جس خدا نے بدروحین میں آپ کی مدد کی وہ آج نہ کرے، کوئی وجہ نہیں کہ آپ کی آواز میں وہ اثر و طاقت نہ پیدا ہو جس نے عرب کے ایک بدو کی آواز کو سلاطین عالم پر بھاری

کر دیا تھا۔ اگر اب بھی آپ نے مضبوطی سے خدا کی رستی کو پکڑ لیا تو خدا کی امداد آپ کے ساتھ ہے اور جب خدا کی امداد ساتھ ہو تو پھر تمام شیطانی طاقتوں کی دھجیاں آپ فضا سے آسمان میں اڑتی دیکھ لیتے مسلمانوں میں جو کچھ نقص ہو وہ یہ کہ اپنے شرعی احکام کو پس پشت ڈالنے کی وجہ سے انکی حالت متفرق بھٹیڑیوں کی سی ہو گئی ہو کوئی نظم ان میں باقی نہیں رہا اس لئے ان کی آوازیں ہمارے اذنا میں نہ آتی ہیں اور ان کی تحریکیں بے اثر اور بیفائدہ ہو رہی ہیں۔ اگر یہ مقدس جماعت آج بھی منظم ہو جائے تو چالیس کروڑ مخلوق کی آواز ایسی نہیں ہو سکتی جسکو مشر بلغور اور ان کے سامعین دبا سکیں۔ یا یوڈپ کی بڑی سے بڑی طاقت اپنی پالیسی سے مکرے وقت اسکی خیاں نہ رکھے۔

## برکش پالیسی

اس وقت بیت المقدس پر جو حملہ ہوا ہے اس کی نوعیت ٹھیک ویسی تو نہیں ہے جیسی حروب صلیبی کے وقت تھی۔ نہ فوجیں بلا واسطہ مقامات مقدسہ پر قبضہ کرنے کے دعوے سے جاری ہیں مگر نتیجہ کے اعتبار سے یہ صورت زیادہ مخدوش معلوم ہوتی ہے۔ ادارہ وطن یہودی وہاں لاکھ لاکھ لاکھ جا رہے ہیں وہ خود بھی دولت مند ہیں اور بڑی بڑی سلطنتیں ان کی امداد پر تیار کی جا رہی ہیں ان کو جبراً وطنی حقوق دلانے کا ذمہ

لیا جا رہا ہے یہ جدید باشندے ہیکل سلیمانی پر دست درازی کی  
ابتدا کرتے ہیں اس لئے وہ قوم جو تیرہ سو برس سے اپنے لاکھوں  
فرزندوں کا گلا گٹا کر اس پر قابض ہے ناراض ہوتی ہے جس سے  
قلعہ خونریزی کی ابتدا ہوتی ہے اور صد ہا آدمی مارے جاتے ہیں  
اور صد ہا زخمی ہوتے ہیں۔ اب وہی لوگ جو ان ادارہ وطن ہیویوں  
کو یہاں لاکر بانی کے ذمہ دار ہیں اور تمام فتنہ کی علت العلل ہیں  
فتنہ کو رفع کرنے کے لئے فوجیں لاتے ہیں اور دوسری بڑی بڑی  
معاون سلطنتیں بھی اپنی اپنی فوجیں بھیجنے کا وعدہ کرتی ہیں اور تحقیقات  
کے لئے کمیشن مقرر کی جاتی ہے۔

ہم لوگوں کو معلوم نہیں کہ اس میں تحقیق طلب معاملہ کیا ہو جس کے  
لئے فوج یا تحقیقاتی کمیٹی کی ضرورت پیش آئی۔ کیا یہ تحقیق کیا جائیگا  
کہ یہودی اور مسلمان جو بیت المقدس میں لڑے اس میں انہوں نے  
کوئی بات خلاف قانون جنگ کی یا نہیں۔ یا یہ تحقیق کیا جائے گا کہ  
دیوار گریہ پر یہودی اور مسلمان میں سے کس کا دعویٰ صحیح ہے۔ یا یہ تحقیق  
کیا جائیگا کہ لڑائی کی ابتدا کس نے کی۔ جو بھی ہو اس عجیب و غریب  
تحقیقات کا ہر پہلو مسلمانوں کے لئے شبہ سے خالی نہیں ہے۔ بقاعدہ  
فسادات میں مقامی حکام کی تحقیقات پر اعتماد کافی تھا فلسطین کی حکومت  
پر اعتماد نہ کرنا اور اس کے لئے جدید کمیشن مقرر کرنا کوئی بہتر طریق عمل نہیں



ہے۔ دیوار کی ملکیت کا سوال مقامی شہادتوں سے حل نہیں ہو سکتا  
 دو ہزار یہودیوں کی جھوٹی شہادتیں دلا کر جھوٹا فیصلہ کرایا جاسکتا ہے۔

بیت المقدس اور خصوصاً مسجد اقصیٰ اور اسکے حرم کی ایک ایک چیز اپنی ساتھ  
 مکمل تاریخ رکھتی ہے۔ یورپ اور ایشیا کا ہر وہ شخص جو حروب صلیبی کی تاریخ  
 سے واقف ہو جانتا ہے کہ ان مقامات میں کب کب کیا تغیرات ہوئے  
 اور کب کس کے قبضہ میں رہا۔ حرم کے ہر حصہ کے لئے تاریخ کے اوراق  
 میں دفتر کا دفتر اس کے تشریحات کا ملکا۔ جو چیز چار ہزار برس سے تاریخ  
 کا آئینہ ہے اس کے لئے مقامی عرب یا مقامی یہودی اپنی شہادت میں  
 کیا اضافہ کر سکتے ہیں۔ بیشک یہ دیوار۔ یہ مسجد۔ یہ حرم۔ یہ شہر اور یہ  
 حصار سب کچھ یہودیوں کا تھا۔ مگر یہودیوں سے رومیوں نے لیا  
 رومیوں سے عیسائیوں نے۔ عیسائیوں سے مسلمانوں نے۔ مسلمانوں  
 سے پھر عیسائیوں نے لیا۔ ان سے پھر مسلمانوں نے لے لیا اور مسلمانوں  
 کو لئے ہوئے اتنی مدت ہوئی جس پر صدیان گذر گئیں قرنها قرن گذر گئے  
 جس وقت ہے رومیوں نے یہودیوں کو نکالا اس وقت سے نہ رومیوں  
 نے ان کو کہیں دم لینے دیا نہ عیسائیوں نے یہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے  
 یہودیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور انکو عافیت کی جگہ دی۔ کیا اسکے  
 بعد اب اس کے شہادت کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ جس چیز کو تقریباً  
 بیس لاکھ آدمیوں کی گردنیں کٹوا کر مسلمانوں نے عیسائیوں سے محفوظ

رکھا ہے اس کو آج چار ہزار برس پہلے کی ملکیت کی بنا پر یہودیوں کے قبضہ میں دیا جاسکے۔ العجب ثم العجب۔

ابتداء میں تاجائز حرکت کس نے کی اور فتنہ و فساد کی ابتدا کس کی طرف سے ہوئی اس کی تحقیقات بھی فلسطین کی موجودہ گورنمنٹ کے ذمہ چڑنا چاہئے۔ اگر کسی گورنمنٹ پر اتنا بھی اعتماد نہ کیا جائے اور تحقیقات کی پہلے ہی مشتبہ کر دیا جائے تو اس کا نتیجہ ملک میں بدظمی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ فلسطین کی موجودہ خبریں شہادت سے پر ہیں۔ خصوصاً برٹش گورنمنٹ کا طرز عمل بہت ہی مشتبہ نظر آ رہا ہے مگر افسوس ہے کہ اب تک برٹش گورنمنٹ نے نہ گورنمنٹ ہند نے اس کی طرف توجہ کی اور نہ فلسطین کے متعلق برٹش پالیسی اور برٹش طرز عمل کو واضح کرنے کے لئے کوئی مفصل بیان اب تک شائع کیا گیا کم از کم ہندوستان کے ساتھ کروڑ مسلمانوں کے اضطراب کے لئے تسکین کا باعث ہوتا۔

فلسطین کا مسئلہ نہ مقامی عربوں کا مسئلہ ہے نہ یہودیوں کا نہ کسی ایک عیسائی قوم کا۔ مقامی عربوں کی مرقوری سے فائدہ اٹھا کر کوئی غلط راستہ اختیار کیا گیا تو غالباً یہ دنیا کے امن کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہوگا۔ گورنمنٹ ہند کا فرض ہے کہ وہ اس وقت اسلامی جذبات کی ناسمجھی کرے اور برٹش گورنمنٹ کو مسٹر بلتھورڈ کی تحریک کے نقائص سے اچھی طرح آگاہ کر دے۔

## ہمارا طرز عمل

میں پہلے فرض کر چکا ہوں کہ ساری مصیبت کی بنیاد یہ ہے کہ مسلمان غیر منظم ہیں اگر ہم بتائے ہوئے شرعی طریقہ سے اپنی تنظیم کر سکیں تو کم از کم یہودیوں کی مالی طاقت کا یقیناً اچھی طرح مقابلہ کر سکیں گے۔ دوسرا کام ہمارا یہ ہونا چاہئے کہ ہر شخص فرداً فرداً اپنے جذبات کا اظہار گورنمنٹ ہند پر کر دے کم از کم ایک کارڈ ہر مسلمان کا گورنمنٹ ہند کے دفتر میں پہنچ جائے اور گورنمنٹ ہند کو مستند کیا جائے کہ وہ اس معاملہ میں مسلمانوں کے جذبات کی پوری نمائندگی کرے۔

سوم جہاں تک خبروں سے معلوم ہوا ہے بیت المقدس کے متعلق عظیم نہایت ہتھیاری اور عقلندی سے اس نازک حالت میں اسلامی جذبات کی سچی نمائندگی کر رہے ہیں ہر مسلمان فرض ہے کہ انکی تائید کرے اور اپنی اپنی وسعت کے موافق انکو اخلاقی اور مالی امداد دے۔ چہاں یہ موقع ہے کہ مرکزی خلافت کمیٹی پوری مستعدی سے اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے اور مٹر بلفور کی تحریک کے خلاف پوری طاقت سے ایکیشن شروع کرے، استدراج کے مسئلہ پر بھی شایوں کی رائے دریافت کر نیکی بعد مناسب کارروائی کرے۔

خدا مسلمانوں کو محفوظ رکھے اور اس عظیم الشان ابتلا اور آزمائش میں ثابت قدم رکھے کفار کے متفقہ اور زبردست حملے سے اسلام کی آبرو بچائے۔

اللہم ثبت اقدارنا وانصرنا علی القوم الکفرین۔

ابوالبرکات عبدالرؤف عفی عنہ قادری دانا پوری